کتابچہ
نمبر 2

عظمتِ سادات

صحابہ و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کی نظر میں احترامِ سَادات

مُرتّب : سید محمد حسن شاہ چشتی قادری

(صوبائی جنرل سیکرٹری تحریک اتحاد بین السادات پاکستان)

زیر نگرانی : مفتی سید نجیب اللہ آغا صاحب دامت برکاتہ

پیشکش : سید الطاف حسین شاہ چشتی دوپاسی

(چیر مین تحریک اتحاد بین السادات پاکستان)

https://www.youtube.com/@Haq.Dopasi

haq.dopasi.786@gmail.com

Contact No. 0301-2115588

0311-2115588

تحریکِ اتحاد بین السادات پاکستان

نمبر شمار	نام	صفحہ نمبر
1	صحابہ کرام وتابعین عظامؓ کی نظر میں احترام سادات	3
2	خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کا فرمان	3
3	خلیہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان	4
4	حضرت عبداللہ ابن عباسؓ	6
5	حضرت زید بن ارقمؓ	6
6	حضرت اسامہ بن زیدؓ	7
7	حضرت ابوہریرہؓ	7
8	حضرت اسماءبنت عمیسؓ	8
9	حضرت سعد بن ابی و قاصؓ	8
10	حضرت سلمان فارسیؓ	9
11	حضرت عبداللہ ابن عمرؓ	9
12	حضرت انس بن مالکؓ	9
13	موذن رسول حضرت بلال حبشیؓ	9
14	حضرت ابوذر غفاریؓ	9
15	امام ابن ماجہؒ	10
16	حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی	11
17	حضرت نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہؒ	11
18	سادات کے متعلق امام ابو حنیفہ کے کچھ اشعار	12
19	حضرت امام مالکؒ	12
20	حضرت امام احمد بن حنبلؒ	13
21	امام شافعیؒ اور محبت سادات	13
22	امام زین العابدینؑ اور ہشام بن عبدالملک	14
23	آلِ رسول ﷺ سے امت کی گہری عقیدت	16
24	ایک بے عمل سید زادے کا قصہ	19
25	خدمت سادات کا ایک غیر مسلم کو اجر	20
26	سادات کرام کی تعظیم کی توفیق کا صلہ	21
27	تکریم سادات کی وجہ سے فرشتہ نے حج بدل کیا	21
28	صحابہ کرامؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت	21

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی نظر میں احترام سادات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ پاک کے حکم سے اپنی اولاد سے محبت کرنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی۔ آپؐ صحابہ کرام سے گاہے بہ گاہے مختلف مواقع اور مقام پر اپنی آل کا تعارف کراتے اور ان سے محبت و مودت کو ایمان کی علامت اور اللہ اور اسکے رسول کی محبت کی خوشنودی کا باعث قرار دیتے یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام بھی آل محمدؐ پر اپنی محبتوں اور مودتوں کے پھول نچھاور کر کے نبی کریمؐ کی خوشنودی حاصل کرنے میں مصروف رہتے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں آیت تطہیر کے نزول کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل چھ مہینے تک بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر جاتے اور یہ کہہ کر پکارتے "اصلواۃ یا اہل البیت "اے نبوت کے گھر والو تم پر سلامتی ہو اور پھر آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے۔

(سنن ترمذی جلد ۵ صفحہ ۳۵۲، مسند احمد ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۵۱۶، فضائل صحابہ ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۷۶۱، مستدرک امام حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۷۲، تفسیر طبری جلد ۶ صفحہ ۳۴)

صحابہ کرام اور تابعین عظام کی سادات سے عقیدت کے چند واقعات

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے صحابہ کرام اور امت مسلمہ کو سادات کے حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

ا رقبو المحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم في اهل بيته

"حضرت ابن عمرؓ حضرت ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خشنودی آپ کے اہلبیتؑ کی خدمت اور محبت سمجھو" (صحیح بخاری حدیث نمبر ۹۰۸ صفحہ نمبر ۴۰۷)

یعنی حضور ﷺ سے ان کے اہلبیتؑ کے معاملے میں ڈرتے رہو۔آپ روز قیامت اپنے گھرانے سے سلوک روا رکھنے اوران کے حقوق ان سے محبت اور مودت رکھنے کے بارے میں سوال کریں گے کہ تم نے میرے بعد میرے گھر والوں سے کیسا سلوک کیا(رقبو کا مطلب ہے کہ ان کا ساتھ دوان کا احترام کروان کا اکرام کرو)۔

(صحیح بخاری شریف حدیث نمبر ۳۱۷۱ فتح الباری)

ایک اور مقام پر حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے قریبوں سے صلہ رحمی مجھے اپنے قریبوں کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے حضور ﷺ کی تکریم کی وجہ سے آپ کے اہل بیت ؓ کی عزت و تکریم کرو۔

(صحیح بخاری شریف)

خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے بچپن میں حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کھیل رہے تھے دوران کھیل ان میں کسی بات پر تکرار ہوگئی دوران گفتگو سیدنا امام حسین ؓ نے حضرت عمرؓ کے صاحب زادے عبداللہ سے فرمایا تم اور تمہارا باپ ہمارے غلام ہو عبداللہ ابن عمرؓ کو یہ الفاظ بہت برے لگے انہوں نے اپنے والد سے جا کر شکایت کی کہ امام حسین ؓ نے مجھے اور آپ کو اپنا غلام کہا ہے حضرت عمرؓ نے بیٹے سے کہا کہ مجھے کیسے اس بات کا یقین ہو کہ امام حسینؓ نے ایسا کہا ہو گا میں تب یقین کروں گا جب تم شہزادہ رسولؐ سے یہ تحریر لکھوالاؤ۔ابن عمر امام حسین ؓ کے پاس آئے اور کہا کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ لکھ کر دے دیں اس پر امام حسینؓ کو جلال آگیا آپ نے کہا جو کچھ میں نے کہا ہے ہزار بار لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔کہ تم اور تمہارا باپ ہمارے غلام ہیں اور لکھ کر دے دیا جب یہ پرچہ عبداللہ ابن عمرؓ نے اپنے والد گرامی کو دیا تو انہوں نے یہ پرچہ آنکھوں سے لگایا اور چوما اور وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد اس کاغذ کو میری قبر میں رکھنا تا کہ میں آل محمدؐ کی غلامی کی سند روز قیامت پیش کر سکوں۔

(کتاب فضائل صحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۱، علمواولادکم محبت آل بیت نبی ڈاکٹر عبدہ یمانی سعودی عرب)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت کے دوران تقسیم وضائف پر حسنین ؓ کے تقسیم وضائف پر عبداللہ ابن عمرؓ نے اعتراض کیا اور اپنی عمر میں بڑے ہونے کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت عمرؓ سے شکایت کی حضرت عمرؓ نے بیٹے کو جواب دیا

'' عبداللہ تیرے لئے خرابی ہو کیا تیرا نانا ان کے نانا جیسا ہے کیا تیری نانی ان کی نانی جیسی ہے کیا تیری ماں ان کی ماں جیسی ہے کیا تیرا باپ ان کے باپ جیسا ہے''۔

(فضائل صحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۲ بحوالہ ذھبی سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۲۵۹ علموا اولادکم محبت آلبیت نبی صفحہ ۵۰ مطبوعہ سعودی عرب)

ایک دفعہ حضرت امام حسین ؓ حضرت عمرؓ کے پاس کسی کام کے سلسلے میں گئے آپ کسی ضروری کام کے سلسلے میں مصروف تھے عبداللہ ابن عمرؓ بھی بغیر ملے واپس ہو گئے بعد میں حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے امام حسینؑ سے کہا کہ آپ تشریف لاتے آپ کا معاملہ عبداللہ ابن عمر سے بالکل الگ ہے۔ آپ ملاقات کے زیادہ حقدار تھے (یعنی اندر تشریف لے آتے آپ کو اجازت کی کیا ضرورت تھی) آپ ہی نے تو جو کچھ ہمارے سروں میں اگایا ہے۔ ہمارے سروں پر بال اللہ نے اگائے ہیں پھر آپ کے گھرانے سے ہی ہمیں سرداری ملی ہے۔ یعنی اللہ تعالی نے ہمیں اس خلافت سے نوازا ہے۔ یہ سب آپ کے نانا کے صدقہ میں ملی ہے۔

(ذھبی سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۲۸۵، حافظ ابن حجر فی معرفتہ صحابہ جلد ا صفحہ ۳۳۳، خطیب بغدادی تاریخ بغداد جلد ا صفحہ ۱۴۱، علموا اولادکم فی آل بیت نبی صفحہ ۱۲۷)

عن أنس بن مالك أَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّاب، كانَ إذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بالعَبَّاسِ بنِ عبدِ المُطَّلِبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إلَيْكَ بنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ فَتَسْقِينَا وإنَّا نَتَوَسَّلُ إلَيْكَ بعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ: فيُسْقَوْنَ

(صحیح بخاری شریف حدیث نمبر ۹۰۷ باب ۳۹۳ صفحہ ۴۰۶)

(ترجمہ) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی قحط پڑتا تو حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ ''اے اللہ ہم تجھے تیرے رسول ﷺ کا واسطہ دیا کرتے تھے اور تو پانی برساتا تھا اب ہم تجھے تیرے رسول کے چچا کا واسطہ دیتے ہیں لہذا تو بارش برسا،'' چنانچہ خوب بارش ہوئی۔

اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط پڑا تو وہ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے گھر گئے ان سے قحط کی شکایت کی اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے وعدہ کیا اور کہا کہ تم ہمارے ساتھ کسی اور کو شامل نہیں کرنا۔ چنانچہ وہ گھر سے خوشبو لگا کر نکلے اور بنی ہاشم کو آواز دی بنی ہاشم کے ساتھ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو ساتھ لیا اور گھر سے چلے دعا کی اور خوب بارش ہوئی۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ اس نے تمہیں اپنی بے پناہ نعمتوں سے نوازا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو"۔

(ترمذی شریف جلد ۵ صفحہ ۶۶۴، امام حاکم مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۵۰، سیر اعلام النبلاء علمواولاد کم صفحہ ۱۹ صواعق محرقہ)

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کا معاصر صحابہ کرام کی نظروں میں بہت بلند اور عظیم مقام تھا حضرت عبداللہ ابن عباس دونوں شہزادوں سے عمر میں بہت بڑے تھے لیکن جب ان میں سے کوئی سواری کرتا تو آپ ان کے کپڑے درست کرتے اور گھوڑے کی رکاب تھاما کرتے تھے جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ تم لوگ جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کے سبب مجھ پر جو انعامات فرمائے ہیں کیا ان کا تقاضہ یہ نہیں کہ میں ان کی سواریوں کی رکاب تھاموں اور ان کا لباس درست کروں۔

(سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۲۸۷، اعلمواولاد کم محبت آل نبی صفحہ ۱۲۹، فضائل صحابہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۴)

حضرت زید بن ارقمؓ

امام مسلم نے صحیح مسلم شریف میں حضرت زید بن ارقمؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔

"اے لوگو! سنو میں ایک بشر ہوں عنقریب میرے رب کا قاصد (فرشتہ اجل) میرے پاس آئے گا۔ میں اسے لبیک کہوں گا۔ میں تم میں دو اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے کتاب اللہ پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو اور (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔

(صحیح مسلم شریف فضائل صحابہ بحوالہ علمواولاد کم، مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۸۲، مجمع الزوائد علامہ حجر ابن ہیثمی جلد ۹ صفحہ ۱۱۲، سنن نسائی، سنن ترمذی، علمواولاد کم محبت آلبیت نبی صفحہ ۱۹ مطبوعہ سعودی عرب)

حضرت اسامہ بن زیدؓ

حضراسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی ضرورت کے تحت میں نے نبی کریم ﷺ کا دروازہ کھٹکھٹایا آپؐ باہر تشریف لائے آپ کے شانوں پر کوئی چیز تھی مجھے معلوم نہیں کیا تھا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا۔ میں نے پوچھا آپؐ نے کیا لیا ہوا ہے۔ آپؐ نے کپڑا ہٹایا۔ میں نے دیکھا آپ کی گود میں حسنؓ و حسینؓ تھے آپؐ نے فرمایا میرے بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔ اور اس سے محبت فرما جو ان سے محبت کرے۔

(علموا اولادکم محبت آل بیت نبی صفحہ ۱۱۲)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنھم

آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بھی حسنؑ کو دیکھا میری آنکھوں میں آنسو آ گئے نبی اکرم ﷺ کو مسجد میں تشریف فرما تھے میں بھی آپ کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا میرے بچے کو میرے پاس لاؤ فرمایا میرا بچہ کہاں ہے جناب حسنؑ بھاگتے ہوئے آئے اور اپنا ہاتھ نبی ﷺ کی داڑھی مبارک میں داخل کر دیا رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ ان کے منہ پر رکھا پھر فرمایا اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو ان سے محبت فرما اور اس شخص سے بھی محبت فرما جو ان سے محبت رکھے۔

(بخاری شریف حدیث نمبر ۲۱۲۲ - ۵۸۸۴ صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۴۱۱ جلد ۴ صفحہ ۱۸۸۲ مسند احمد ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۵۳۲)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ جنازے میں گیا آپ کے قدم غبار آلود ہو گئے تو حضرت ابوہریرہؓ اٹھے اور آپ کے پیروں سے مٹی جھاڑنے لگے حضرت حسینؑ نے کہا کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ مجھے اپنے پیروں سے مٹی صاف کرنے دیں خدا کی قسم اگر لوگوں کو وہ (بات) معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے اٹھائے پھریں۔

(ذھبی سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا

"یا اللہ محمد کی آل کو قوت کے موافق روزی دے" (صحیح بخاری شریف پارہ ۲۶ صفحہ ۱۲۶)

حضرت اسماء بنتِ عمیسؓ

حضرت اسماءبنت عمیسؓ نے حضرت بی بی فاطمۃ الزھراءؓ سے روایت کی کہ شادی کی پہلی رات میں نے زمین کو سیدنا حیدر کرار سے ہمکلام ہوتے ہوئے سنا صبح میں نے یہ سارا واقعہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا جناب رسالت مابؐ نے طویل سجدہ کیا۔اور اپنا سر سجدے سے اٹھا کر فرمایا اے فاطمہؑ ؓ تجھے پاکیزہ اولاد کی خوشخبری ہو جن کو خداتعالی نے تمام مخلوق پر فضیلت دی اور زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کو تمام ایسے واقعات بتلائے جو مشرق سے مغرب تک ہونے والے ہیں۔ (شواہدالنبوت صفحہ ۲۸۱ کتاب توقیر سادات طفیل احمد ہجویری قادری صفحہ ۹۳)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

آپ فرماتے ہیں کہ اہلبیتؓ کی شان میں تین چیزوں میں سے اگر ایک بھی مجھے حاصل ہو جاتی تو وہ دنیا ومافیا سے بہتر ہوتا یا ایک سواونٹوں سے زیادہ قیمتی ہوتی۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی. تو حضورﷺ نے علی ؓ فاطمہؓ حسنؑ ؓ حسینؓ کو جمع کر کے فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں۔ (سنن نسائی حدیث نمبر ۹۱۴۴)

اور علیؓ کیلئے فرمایا کہ۔

کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کیلئے ہارون تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(صحیح بخاری صفحہ ۶۳۳ جلد ۲ صحیح مسلم شریف صفحہ ۲۷۸ جلد ۲ مسند احمد ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۳۸، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۱۱ کنزالعمال جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۸ خصائص کبری سیوطی)

اور خیبر کے دن جب حضورؐ نے کہا کہ کل میں اسے علم (جھنڈا) دونگا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کو اس سے محبت ہوگی تمام صحابہ اس دن اس اعزاز کی خواہش رکھتے تھے لیکن حضورؐ نے علیؓ کو جو کہ آنکھوں کی بیماری میں مبتلا تھے بلا کر علم دیا۔

(بخاری شریف جلد ۲ حدیث ۸۹۹ صفحہ ۴۰۳ باب فضائل علی مسلم شریف سنن امام نسائی حدیث نمبر ۹۱۴۴ پارہ ۱۲ صفحہ ۹ ،صفحہ ۹۴ مستدرک امام حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

حضرت سلمان فارسی ؓ

حضرت سلیمان فارسی آل محمدؐ کیلئے فرمایا کرتے تھے۔

کہ آل محمدؐ کی مثال اس امت میں ایسے ہے جیسے بدن کیلئے سر اور جناب امیر (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) بمنزلہ آنکھ کے ہیں۔

بدن بغیر سر کے ٹھیک نہیں ہوتا اور سر بغیر آنکھ کے کچھ نہیں۔ (معجم الکبیر طبرانی الکوک العطلبہ)

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ

حافظ ابو نعیم کہتے ہیں کہ راوی ایک دن عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس وقت ایک عراقی آیا اور اس نے مچھر کے خون کے متعلق دریافت کیا کہ اگر مچھر کا خون کپڑے میں لگ جائے تو اس کیلئے کیا حکم ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔

اس کو دیکھو مچھر کے خون کے متعلق پوچھتا ہے حالانکہ عراق والوں نے آنحضرت ؐ کی صاحبزادی کے بیٹے کو قتل کیا جن کے متعلق میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے سنا کہ حسنین ؓ میرے دو پھول ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۱۷ حدیث ۹۴۰ ،نسائی شریف)

حضرت انس بن مالکؓ

مجھے اہل بیتؑ ؓ میں سب سے زیادہ محبوب حضرات حسنین ؓ ہیں۔ (ترمذی شریف)

موذن رسول حضرت بلال حبشیؓ

آپ آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد شام چلے گئے تھے ایک مرتبہ روضہ اقدس کی زیارت کو آگئے حضرات حسنینؑ ؓ کو دیکھا تو بڑے مضطربانہ جوش محبت میں ان سے چمٹ کر پیار کرنے لگے اور مچھلی بے آب کی طرح تڑپنے لگے حضرات حسنینؓ نے اذان کی فرمائش کی حضرت بلالؓ نے اذان دینا شروع کی مگر جب "اشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو بے ہوش ہو گئے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ

صحابی رسولؐ حنش الکنانی کہتے ہیں کہ ابوذر غفاریؓ کو میں نے خانہ کعبہ کی چوکھٹ پکڑے دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔

جس نے مجھے پہچانا اس نے پہنچانا جو نہیں پہچانتا پہچان لے میں ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے سنا ہے کہ تمہارے درمیان میرے اہلبیت ؑ کی مثال سفینہ نوحؑ کی سی ہے جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ (مسند احمد ابن حنبل تاریخ امام حاکم فرائد السمطین جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ ینابیع المودۃ شیخ قندوزی جلد ا صفحہ ۹۴ مستدرک

امام حاکم، جلد ۳ صفحہ ۱۵۰۔۱۵۱ کتاب معرفت صحابہ، تاریخ طبری، طبرانی ابو نعیم ہرات کنزالعمال)

امام ابن ماجہؒ

آپ نے حضرت یعلی بن مروہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت میں گئے۔ اچانک حسینؑ ایک گلی میں کھیلتے ہوئے مل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بازو پھیلائے لوگوں سے آگے بڑھ گئے صاحبزادے ادھر ادھر بھاگنے لگے حضورؐ مسکرائے یہاں تک آپ نے حسینؑ کو پکڑ لیا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے پیچھے رکھ کر حسینؑ کا بوسہ لیا اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اے اللہ اس سے محبت کر جس نے حسینؑ سے محبت کی حسینؑ اسباط میں سبط ہے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۱۴ ترمذی شریف حدیث نمبر ۲۷ ۳۷ باب فضائل صحابہ)

کبھی کبھار ایسا ہوتا کہ آنحضرتؐ جماعت کرا رہے ہوتے امام حسینؑ دوران جماعت آپ کی پشت پر سوار ہو جاتے آپؐ ان کے اترنے تک انتظار کرتے اور سجدے کو طویل کرتے صحابہ کرام نے اتنے طولانی سجدے کا سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا میرا بیٹا میری پشت پر آ گیا تھا میں نے اسے جلدی اتارنا مناسب نہیں سمجھا ایک شاعر نے اس موقع پر کیا خوب کہا حسینؑ کی طرح دنیا میں کون ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہو سکے

(سنن امام نسائی جلد ۲ حدیث ۹۲۲۹، مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۹۴ مستدرک امام حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۶۶)

ایک دفعہ عید کے موقع پر بچے سواریوں پر عید گاہ کی طرف جا رہے تھے رسول اکرمؐ نے اپنے نواسوں کو اپنے کاندھوں پر سوار کرایا صحابہ کرام نے فرمایا کہ کتنی اچھی سواری ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی تو کہو کہ کتنے اچھے سوار ہیں۔

(فضائل صحابہ جلد ۲ صفحہ ۷۲، تاریخ الخلفاء سیوطی)

حضرت عمر بن عبد العزیز تابعی

آپ خلفائے بنوامیہ سے تھے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن حسن مثنیٰ ابن امام حسنؓ بہت چھوٹے تھے وہ انکے دربار میں چلے گئے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا ان کی قوم کے لوگوں (بنوامیہ) نے ان کو ملامت کی تو انہوں نے فرمایا۔

میں نے محترم اور ثقہ لوگوں سے سنا ہے اور اپنے سننے پر اعتماد رکھتا ہوں کہ اہلبیتؑ کی تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کے برابر ہے میں نے سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا فاطمہ ؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو شخص اسے مسرور کرتا ہے وہ مجھے مسرور کرتا ہے۔

(بخاری شریف مسلم شریف)

مجھے یقین ہے اگر حضرت فاطمہ ؓ اس وقت زندہ ہوتیں تو میرے اس فعل پر بہت خوش ہوتیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے بنوامیہ کی طرف سے اہل بیتؑ کو سب وشتم کرنے پر اپنے دور حکومت میں پابندی لگادی تھی۔

بنوامیہ کے تمام گورنر خطبوں میں بر سر عام حضرت علی ؓ پر سب وشتم (گالم گلوچ) کی بوچھاڑ کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد نبوی میں ممبر رسولؐ پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں۔

(حافظ ابن کثیر جلد ۸، صفحہ ۱۳۹ تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۸۸، طبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۲۸، الاستعیاب جلد ۱ صفحہ ۱۱۸ مولانا مودودی کتاب خلافت وملوکیت صفحہ ۱۶۵)

حضرت نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہؒ

آپ فقہ حنفیہ کے بانی شمار ہوتے ہیں اور اہلسنت کے امام اعظم ہیں۔ آپ اہل بیت کی بہت عزت کرتے تھے ایک دفعہ ایک محفل میں آپ کئی بار تعظیم کیلئے کھڑے ہوئے اور بیٹھے۔ اہل مجلس نے اسکا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس مجلس میں لڑکوں میں ایک سید لڑکا بھی ہے جب اسکو دیکھتا ہوں تو تعظیم کیلئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔

مورخ اسلام شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النعمان میں امام ابو حنیفہؒ کو امام جعفر صادقؑ کا شاگرد لکھا ہے اور حافظ ابن تیمیہ دمشقی کی اس دلیل کو "کہ کس طرح ممکن ہے کہ امام ابو حنیفہؒ جو کہ امام جعفر صادق ؓ کے معاصر

اور ہمسر تھے اس لئے ان کی شاگردی کیوں کر کرتے "کہ جواب میں لکھتے ہیں کہ " یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ امام ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہہ ہوں لیکن فضل و کمال میں ان کو حضرت جعفر صادقؑ ؓ سے کیا نسبت؟ حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہل بیت کے گھر سے نکلے۔ وصاحب البیت ادری بمافیھا''۔ (کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۳۲ مصنف علامہ شبلی نعمانی)

سادات کے متعلق امام ابو حنیفہ کے کچھ اشعار

ا۔ قوم یہود کی دوستی موسیٰ کی اولاد سے ظاہر ہے اور ان کے بھائی ہارون کے ساتھ بھی ان کی دوستی معلوم ہے

ب۔ اسی طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی محبت کو بہت عظیم اور بزرگ سمجھتے ہیں تو پھر مسلمان آنحضرت ﷺ کی اولاد کو کیسے دوست نہ رکھیں اس محبت میں خواہ کوئی قتل ہو یا بے دین بتایا جائے۔

ج۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کے حق کو ان کے اہل بیتؑ میں خیال نہ کیا۔ اللہ اس کا بدلہ لے گا۔

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

امام مالک کا یہ واقعہ بڑا مشہور ہے کہ آپ ایک مرتبہ درس حدیث دے رہے تھے کہ آپ کا چہرہ بار بار متغیر ہو رہا تھا لیکن احترام حدیث کی خاطر آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور درس جاری رکھا اختتام درس پر آپ اٹھے تو ایک بچھو آپ کی آستین سے نکلا جس نے آپ کو ستر ڈنگ مارے۔ امام نے بچھو کے ستر ڈنگ تو برداشت کر لئے لیکن احترام حدیث کے پیش نظر درس ادھورا نہیں چھوڑا وہی امام مالک ایک دفعہ درس حدیث کے دوران بار بار اٹھتے اور بیٹھتے تھے شاگرد پریشان ہیں کہ یہ وہی امام مالک ہیں جو بچھو کے 70 ڈنگ کے باوجود اپنی جگہ سے نہیں ہلے آج معاملا عجیب و غریب ہے درس کے اختتام پر شاگردوں کے پوچھنے پر بتایا کہ گلی میں ایک سید بچہ کھیل رہا ہے جب وہ کھیلتے کھیلتے میرے سامنے آتا تھا تو مجھے ان کے احترام میں کھڑا ہو جانا پڑتا تھا جب تک وہ موجود رہتا میں کھڑا رہتا جیسے ہی وہ نظروں سے دور ہوتا تو میں بیٹھ جاتا تھا۔

(کتاب توقیر سادات طفیل احمد ہجویری قادری صفحہ ۸۲)

حضرت امام احمد ابن حنبل رحمت اللہ علیہ

امام صاحب کا یہ حال تھا کہ جب کبھی سادات بنو فاطمہ میں سے کوئی ان کے پاس آتا تھا تو وہ اس کی تعظیم کرتے تھے اسے آگے بٹھاتے تھے خود اس کے پیچھے بیٹھتے تھے۔ (حافظ ابن الکثیر صواعق محرقہ ابن حجر مکی مفتاح النجاء)

امام شافعیؒ اور محبت سادات

امام شافعیؒ بھی محبت اہل بیت ؑ میں بڑی شہرت رکھتے تھے اس زمانے کی حکومت نے آپ کو کئی دفعہ اہلبیت رسولؐ سے شدید محبت کرنے کا اظہار اور ان کی محبت پر دعوت دینے کے عمل کے خلاف انہیں قید کیا بے انتہاء تشدد کیا گیا آل رسولؐ سے محبت کی خاطر مصائب کی تاریخ میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے تاہم اہلبیت کی محبت ان کے ہاں اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ لوگ انہیں رافضی کہنے لگے تھے امام سبکی کے بیٹے اپنی کتاب طبقات میں سلیمان مرادی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ امام شافعی کے ہمراہ مکہ شریف سے منیٰ کی طرف گئے امام شافعی جس گھاٹی میں اترتے یا جس وادی میں داخل ہوتے یہ اشعار پڑھتے۔

اے سوار! منیٰ کے مقام محصب میں ٹھہر جا اور مقام خیف پر کھڑے ہونے والوں اور بیٹھنے والوں کو آواز دے اور جب صبح کے وقت حجاج فرات کی تلاطم خیز موجوں کی طرح منیٰ کی طرف جائیں تو انہیں بتا دے۔

☆ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاکؑ کی محبت رفض ہے تو جن وانس گواہ رہنا کہ میں رافضی ہوں۔[1]

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیتؑ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی محبت فرض کی گئی ہے آپ لوگوں کے لئے یہی فخر کی بات کیا کم ہے کہ جو شخص آپ حضرات ؑ پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(کتاب طبقات امام سبکی، شرف سادات صفحہ ۲۴۳ کتاب توقیر سادات طفیل احمد ہجویری قادری صفحہ ۸۰-۸۱ علموا اولادکم محبت آل بیت النبی عبدہ یمانی مطبوعہ سعودی عرب)

ا۔ اے حافظ ابن تیمیہ دمشقی منہاج السنۃ" جلد اصفحہ ۶۷ میں غاقمطراز ہیں کہ رافضیت نصیری اسماعیلی اور ملاحدہ جیسے فرقوں میں پائی جاتی ہے۔ جامع ازہر مصر کے سابقہ پرنسپل شیخ الجامعہ عبدالحلیم محمود اپنی کتاب التفسیر المضلعی الاسلام کے صفحہ ۱۷۶ میں فرماتے ہیں رافضی عالی لوگ اب ختم ہو گئے ہیں البتہ ان کی بہت بڑی تعداد ترکی اور شام میں آباد ہے ترکی میں ان کی تعداد کروڑوں میں ہے اور شام میں موجود حکومت نصیری ہے ان کا عقیدہ حضرت علی کے حوالے سے غلو درنبی ہے ہ یہ حضرت علیؑ کو الوہیت میں شریک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جبریل غلطی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی پہنچائی۔

امام زین العابدینؓ اور ہشام بن عبد الملک

ہشام بن عبدالملک بنی امیہ کا بادشاہ ایک دفعہ شام سے اپنے لاؤلشکر کے ساتھ حج کے لئے مکہ آیا اس سال ایام حج میں رش بہت زیادہ تھا ہشام نے کئی دفعہ حجر اسود کو بوسہ دینے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ملی بالآخر دیگر سرداروں اور حاجیوں کے ساتھ ایک اونچی جگہ پر بیٹھ کر رش کم ہونے کا انتظار کرنے لگا اس نے دیکھا کہ ایک شخص جس کے چہرے پر تقویٰ و پرہیزگاری کے زبردست آثار نظر آرہے تھے حرم شریف میں داخل ہوا اور انتہائی سکون سے طواف انجام دیا جونہی اس نے چومنے کے لئے حجر اسود کی طرف قدم بڑھایا مجمع کائی کی طرح دو حصوں میں تقسیم ہو گیا آپؓ آرام سے آگے بڑھے اور حجر اسود کا بوسہ لیا۔ ہر طرف سے لوگوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اسلام علیک یا ابن رسول اللہؐ اس پر شامی سرداروں نے حیرت و استعجاب سے ہشام سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہیں کہ جن کا عوام پر اتنا گہرا اثر ہے ہشام یہ منظر دیکھ کر جل بھن سا گیا تھا تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے کہا کہ میں نہیں جانتا یہ کون ہیں اس پر عرب کا مشہور شاعر فرزدق جو نزدیک سے سارے منظر کو دیکھ رہا تھا ہشام کے سامنے آگیا اور فی البدیہ فصیح و بلیغ عربی میں قصیدہ پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

کیا عجب ہے ترا کہنا کہ یہ ہے کون بشر
تو نہ پہچانے مگر جانتی ہے دنیا بھر
بوسہ دینے کو وہ آیا ہے جو ہو جائے خبر
چوم لے نقش قدم پائوں پہ اسود گر کر
کچھ نہیں دور کہ وہ اس کے جو پاس آئے گا
دیکھ کر دست مبارك یہ لپٹ جائے گا

ترجمہ اشعار فرزدق

ترجمہ:۔ ا۔ اے ہشام تو نے کتنی لاپرواہی سے کہہ دیا کہ میں انہیں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں حالانکہ تیرے کہنے سے کیا ہوتا ہے انہیں تو پوری کائنات کا ذرہ ذرہ جانتا ہے یہ تو وہ مقدس ہستی ہے کہ خود ہجر اسود ان کو بوسہ دے۔

۲۔ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ بطحا کا بچہ بچہ انہیں جانتا ہے اور حرم و کعبہ اس کے سب سے بڑے شناسا ہیں یہ ان کا بیٹا ہے جو کائنات میں سب سے نمایاں اہل تقویٰ کا نمائندہ اور خاتم المرسلین کی نشانی ہے۔

۳۔ یہ وہ ہیں کہ جن کے جد اعلیٰ خود رسول اکرمؐ ہیں جن کی انوار ہدایت سے دنیا فیض اٹھار ہی ہے حمزہ اور جعفر طیار ہی اس کے تو چچا ہیں یہ وہ ہے جس کی ماں نبی کی بیٹی فاطمہ الزھراءؑ ہے اور باپ علی مرتضیٰؑ ہیں کہ جن کی تلوار سے سارا عرب کا نپتا تھا۔

۴۔ اس کائنات میں گمراہی کی تاریکی سے ہدایت نور کی طرف لانے والا ان ہی کا گھرانہ ہے یہ شجرہ نبوت کی شاخ ہیں جو پاک صاف اور نیک سیرتی میں مشہور ہیں تو انہیں نہیں پہنچانتا کہ جن کے نانا رسولان سلف کے سید و سردار اور خاتم النبیین ہیں۔

۵۔ یہ عرب کی شان یہ قریش کی آبرو منتھائے علم و کمال، مصیبت زدگوں کے ملجا وماویٰ ہیں ان کی عجیب عادات واطوار ہیں جو انہیں دیکھتا ہے دیکھتا ہی چلا جاتا ہے ان کے ہر کلام سے پھول جھڑتے ہیں۔

۶۔ ان کو یہ شرف مرتبہ کسی نے نہیں دیا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے روز ازل سے انہیں ان خصوصیات سے نوازا ہے جن کی مہک سے ہر ذی ہوش جھوما جا رہا ہے ایسا کیوں نہ ہو جن کا نانا رسولان سلف کا مولا ہے اور جن کی امت بھی دیگر امتوں سے اشرف ہے۔

۷۔ یہ لوگ ابر کرم ہیں جود و سخا کے حامل پاک و پاکیزہ ہستی کے مالک علم، حلم گفتار و کردار میں یکتا غصے کو پی جانے والے میدان جنگ کے شیر ہیں میدان جنگ میں موت بھی ان سے گھبراتی ہے۔

۸۔ یہ اور ان کے اسلاف عجیب خصوصیات کے حامل ہیں نیت کے پاک وعدے کے سچے قول کے صادق عرب و عجم نے دین و ہدایت بھی اسی گھرانے سے حاصل کی ہے۔

۹۔ یہ گھرانہ اللہ پاک کے بعد سب سے بزرگ گھرانہ ہے یہی گھرانہ کائنات اور وجود ہستی کی بنیاد بنا۔ اللہ نے یہ ساری کائنات انہیں کے صدقہ میں پیدا کی۔ (ینابع المودۃ حافظ سلیمان قندوزی حنفی)

آلِ رسول ﷺ سے امت کی گہری عقیدت

بنی عباس کا حکمران مامون رشید عباسی ایک ہوشیار اور صاحب تدبیر عباسی خلیفہ تھا۔ اپنے بھائی محمد امین کو بھاری شکست دینے کے بعد اسے قتل کر دیا اور اس عہد کی وسیع خلافت کے تمام علاقے پر اپنا قبضہ جما لیا۔ اپنی اس مہم کے سلسلے میں ابھی وہ

مرو میں مقیم تھا۔ مرو اس زمانے میں خراسان کا ایک حصہ تھا۔ مرو سے مامون نے سلسلہ اہلبیت کے امام علی رضاؑ کے پاس ایک خط مدینہ روانہ کیا جس میں اس نے انھیں مرو آنے کی دعوت دی تھی۔ حضرت امام رضاؑ نے مختلف اسباب کی وجہ سے معذرت پیش کر دی کہ سر دست میں مدینہ چھوڑنے کی حالت میں نہیں ہوں۔ مامون اپنی خواہش سے دست بردار نہ ہوا۔ چنانچہ اس نے یکی بعد دیگرے امام کی خدمت میں کئی خطوط روانہ کئے اور ہر خط میں امام کو مرو تشریف لانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس طرح یہ بات امام رضا پر روشن ہو گئی کہ خلیفہ اپنی خواہش سے دست بردار ہونے والا نہیں ہے۔

غرض کہ امام رضاؑ نے مدینے سے کوچ کیا اور مرو آ گئے۔ ان کے آتے ہی مامون نے یہ تجویز پیش کر دی کہ آیئے اور خلافت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھوں میں سنبھال لیجئے۔ امام رضاؑ مامون کے ضمیر سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ انھیں سمجھنے میں تاخیر نہ ہوئی کہ اس تجویز کا مقصد صد در صد سیاسی پہلوؤں کا حامل ہے لہذا آپ نے عہدہ خلافت کو قبول کرنے سے فوراً انکار کر دیا۔

اس تجویز پر بحث و گفتگو میں تقریباً دو ماہ کا زمانہ گزر گیا مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ ایک طرف سے زوردار اصرار تھا تو دوسری جانب سے زبردست اور اٹل انکار۔

آخر کار جب مامون کو یہ اندازہ ہو گیا کہ اس کی تجویز نا قابل قبول ہے اور امام رضا کو عہدہ خلافت کے لئے قطعی راضی نہیں کیا جا سکتا تو اس نے ولی عہدی کی تجویز سامنے رکھ دی۔ امام نے اس تجویز کو اس شرط کے ساتھ قبول کر لیا کہ ان کے اوپر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری نہ ہو گی، عہدہ کی کوئی سرکاری حیثیت نہ ہو گی اور ملک کے کاروبار میں امام کوئی مداخلت نہ کریں گے مامون نے امام رضاؑ کی ان تمام شرطوں کو قبول کر لیا۔

اس کے بعد لوگوں سے امام رضا کی ولی عہدی پر بیعت لی اور پور ملک میں اس بات کا فرمان بھی جاری کر دیا۔ پھر مامون نے حکم صادر کیا کہ امام رضا کے نام کے سکے چلائے جائیں اور ملک کے تمام ممبروں سے امام کے نام کا خطبہ بھی پڑھا جائے۔ چنانچہ ملک بھر میں مامون کے حکم کی اطاعت کی گئی۔

عید قربان کا موقع آیا۔ مامون الرشید چیک کرنا چاہتا تھا کہ امام علی رضا کا عوام الناس میں کتنا گہرا اثر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مامون نے ایک شخص کو امام کی خدمت میں بھیجا اور ان سے خواہش کی کہ "اس سال عید کی نماز آپ پڑھایئے تاکہ لوگوں کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ ولی عہد خلافت آپ ہیں"۔

امام نے مامون کے پاس کہلا بھیجا کہ "ہمارے درمیان یہ عہد و پیمان ہوا تھا کہ میں کسی بھی سرکاری معاملے میں مداخلت نہیں کروں گا۔ لہذا میں اس کام کو انجام دینے کے لئے معذرت خواہ ہوں "۔

مامون نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو نماز عید پڑھانے ضرور تشریف لے جائیں۔ تاکہ ولی عہدی کا معاملہ لوگوں کی نظر میں اور زیادہ صاف اور واضح ہو جائے۔ مختصر یہ کہ مامون نے اتنا اصرار کیا کہ امام نے بالآخر یہ جواب دیا "اگر تو میری معذرت قبول کر لے تو بہتر ہے اور اگر نماز عید کے لیے میرا جانالازمی ہے تو میں اس فریضہ الٰہی کو اسی طرح ادا کروں گا جس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی بن ابیطالبؑ اس کو انجام دیا کرتے تھے۔

مامون نے جواب دیا کہ آپ کو پورا اختیار ہے۔ جیسا چاہیں کریں مگر مصلحت وقت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے مسلمانوں کو عید کی نماز پڑھانے کے لئے آپ حتماً تشریف لے جائیں۔

عید کی صبح فوج کے اعلی افسران اور حکومت کے دیگر حکّام و عوام نے خلفا کے دور میں پڑی ہوئی عادت کے مطابق نئے اور قیمتی لباس زیب تن کئے پھر سجے سجائے گھوڑوں پر بیٹھ کر عید کی نماز میں شرکت کی غرض سے امام کے دروازے پر پہونچ گئے۔ عام مسلمانوں نے بھی نماز عید کی تیاری کی اور گلی کوچے میں کھڑے ہو کر جلالت مقام ولی عہد خلافت کی سواری کا انتظار کرنے لگے تاکہ عید گاہ تک ولی عہد کی ہم رکابی کا شرف انھیں بھی حاصل ہو جائے۔ بے شمار مرد اور عورت میں اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو گئے تھے تاکہ امام کی عظمت و شوکت کا قریب سے مشاہدہ کر سکیں۔ سب کی نگاہیں امام کے دروازے پر لگی ہوئی تھیں اور سبھی لوگ امام کی سواری کا انتہائی بیقراری کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔

دوسری طرف حضرت امام رضا، مامون سے پہلے ہی یہ وعدہ لے چکے تھے اور اس شرط پر وہ نماز عید میں شرکت کے لئے آمادہ ہوئے تھے کہ وہ اس الٰہی فریضے کی ادائیگی میں خلفاء کی نہیں بلکہ رسول مقبولؐ اور علی ابن ابیطالب کی سنت پر عمل کریں گے۔ لہذا صبح سب سے پہلے انھوں نے غسل کیا۔ سر پر سفید پگڑی باندھی، پگڑی کے ایک سرے کو سینے کی طرف لٹکایا اور دوسرے کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیا۔ پھر دامن کو ذرا اوپر اٹھایا اور پا برہنہ ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ بھی ایسا ہی کر لو۔ اس کے بعد انہوں نے وہ عصا اپنے ہاتھوں میں لیا جس کا اوپری حصہ لوہے کا تھا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ گھر سے باہر تشریف لائے۔ گھر سے باہر آتے ہی امام نے اسلامی سنت کے مطابق نہایت بلند آواز میں نعرہ تکبیر بلند کیا

الله اکبر الله اکبر :

لوگوں نے امام کی آواز سے آواز ملاتے ہوئے بڑے زور وشور کے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کیا۔ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا زمین وآسمان اور ہر در ودیوار سے اللہ اکبر کی آواز نکل رہی ہے۔غرضکہ پورے ماحول میں تکبیر کی آواز پھیلی ہوئی تھی۔امام نے تھوڑی دیر تک اپنے دروازے کے سامنے توقف کیا۔پھر نہایت بلند آواز میں یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

"اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، اللہ اکبر علی ما حدانا اللہ اکبر علی ما رزقنا من بهيمۃ الانعام الحمد اللہ علی ما ابلانا "

سبھی لوگ بلند آواز سے اور ایک دوسرے کی آواز سے آواز ملاتے ہوئے اس جملے کو دہراتے رہے۔اور حالت یہ تھی کہ سب لوگوں پر شدید گریہ طاری تھا لوگوں کی آنکھ سے بہتے ہوئے آنسو یہ گواہی دے رہے تھے کہ مجمع میں شریک ہر شخص کے جذبات جاگ اٹھے ہیں۔فوجی افسران اور دیگر حکام جو سرکاری اور قیمتی لباس پہن کر عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے تھے اور جنھوں نے اپنے طور پر یہ خیال کرر کھا تھا کہ ولی عہد خلافت نہایت شان وشوکت کے ساتھ فاخرانہ لباس پہن کر گھر سے باہر تشریف لے جائیں گے۔انھوں نے جب یہ دیکھا کہ امام نہایت سادہ لباس کے ساتھ گھرے برہنہ پا برآمد ہوئے ہیں اور پوری طرح اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہیں،توان کی حیرت کا کوئی ٹھکانا نہ رہااور بے اختیاری کے عالم میں ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امنڈپڑا زوردار نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے وہ سب لوگ اپنی سواریوں سے نیچے اتر پڑے اور اپنے اپنے جوتے اتار کر برہنہ پا بھی ہوگئے۔بعض فوجی افسروں نے چاقو سے اپنے جوتوں کے تسمے کاٹ ڈالے تاکہ انھیں ننگے پیر ہونے میں تاخیر نہ ہو۔ہر افسر کی یہی خواہش وکوشش تھی کہ وہ اپنے ساتھی سے پہلے ننگے پیر ہونے کی سعادت حاصل کرے۔

امام رضاالٰہی شان وشوکت کے ساتھ عید گاہ کی طرف چل پڑے ابھی زیادہ وقت بھی نہ گزرا تھا کہ شہر مرو میں ہر جگہ گریہ وزاری کی آواز بلند ہوگئی۔ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ عوام کے جذبات بھڑک اٹھے ہیں۔امام رضا ہر دس قدم چلنے کے بعد کھڑے ہو جاتے اور چار مرتبہ نہایت زوردار آواز میں نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے۔اور لوگوں کی بہت بڑی بھیڑ نہایت جوش و خروش کے ساتھ امام کا ساتھ دیتی ہوئی آگے بڑھتی جارہی تھی۔ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا لوگوں کے دلوں میں پائی جانے والی مادی شان وشوکت اور ظاہری دھوم دھام اور سجاوٹ کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہے اور ہر شخص پر الٰہی تصورات پوری طرح غالب ہو چکے ہیں۔

کچھ ہی دیر میں یہ خبر مامون تک پہونچ گئی۔ساتھیوں نے مامون کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر یہ حالات تھوڑی دیر اور برقرار رہے اور علی ابن موسیٰ مصلّی تک پہونچ گئے تو انقلاب کا خطرہ لاحق ہو جائے گا مامون یہ خبر سن کر کانپ اٹھا اور آلِ رسول بنی فاطمہ کے اثر ونفوز سے گھبرا گیا اور اسے اندازہ ہو گیا کہ عوام کے قلوب میں آلِ رسول کی کتنی شدید محبت پائی

جاتی ہے۔اس نے فوراً ہی امام رضا کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ واپس آجائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہنچ جائے۔امام نے اپنے کپڑے اور جوتے طلب کئے اور انھیں پہن کر گھر واپس لوٹ آئے اور کہنے لگے کہ میں نے تو پہلے ہی کہلا یا تھا کہ مجھے اس کام سے معذور رکھا جائے۔

(مناقب اہلبیت در بیان امام رضا صفحہ ۲۹)

ایک بے عمل سید زادے کا قصہ

علامہ ابن حجر ہشیمی بیان کرتے ہیں کہ ایک امام صاحب سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتے تھے کسی نے ان سے اس تعظیم کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ مطیر نامی ایک سید زادہ ہمیشہ لہو و لعب میں مشغول رہتا تھا۔جب اس کا انتقال ہوا تو میرے استاد نے اس کی غلط کاریوں کی بناء پر اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا بعد ازاں میرے استاد کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کو بی بی فاطمہ ؑ کے ہمراہ دیکھا حضور پاک ؐ اور بی بی ؑ نے میرے استاد کی طرف سے منہ پھیر لیا جب میں نے التفات کے لئے درخواست کی تو جناب بی بی فاطمہ ؑ نے فرمایا کیا مطیر کے لئے ہماری عزت و عظمت اور جاہ کافی نہیں۔

(شرف سادات صفحہ ۲۶۲)

خدمت سادات کا ایک غیر مسلم کو اجر

شیخ المشائخ شیخ بدوی اپنی کتاب مشارق الانوار مین علامہ ابن جوزی کی کتاب ملقیط سے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ بلخ میں ایک بزرگ سید قیام فرماتے تھے انکا انتقال ہو گیا انکے انتقال کے بعد ان کی اہلیہ محترمہ دشمنوں کے خوف سے اپنی بیٹیوں کو ساتھ لیکر ثمر قند پہنچیں شدید سردی کا زمانہ تھا اپنی بیٹیوں کو مسجد میں بٹھا کر کھانے کی تلاش میں خود شہر کی طرف نکلیں آپ فرماتی ہیں کہ ایک جگہ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھے شخص کے گرد لوگ بیٹھے ہوئے ہیں میرے پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ یہ بوڑھا شخص شہر کے بزرگ عالم شیخ صاحب ہیں میں نے آگے بڑھ کر انہیں اپنی بچیوں کا حال سنایا اس شیخ نے کہا کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم آل رسول ؐ ہو اپنی سیدہ ہونے پر دلیل پیش کرو یہ سن کر سیدہ واپس آگئی راستے میں ایک اور جگہ ایک اور بوڑھے شخص کو اونچی جگہ بیٹھے دیکھا اسکے ارد گرد بھی لوگ بیٹھے تھے کہ یہ بلخ شہر کا ضامن ہے اور مذہبا آتش پرست مجوسی ہے میں نے خدا پر توکل کرتے ہوئے کہ شاید یہاں کام بن جائے اس بوڑھے سے درخواست کی اور اپنے بچوں کا حال سنایا اس نے واقعہ

سننے کے بعد فوراًاپنے نوکر سے کہا کہ میری بیوی سے کہہ کہ غسل کر کے لباس پہنے اور عزت واحترام سے سادات کو گھر لے کر آئے اسکی بیوی نے ایسا ہی کیا اور انتہائی عزت واحترام سے ہمیں گھر لیکر آئی ہمیں رہائش کیلئے جگہ لباس اور کھانے پینے کی اشیاء دیں

اسی رات شہر کے بوڑھے شیخ نے خواب میں رسول اکرمؐ کو دیکھا آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا شیخ نے عرض کیا یارسول اللہؐ میں مسلمان اور آپ کا امتی ہوں آپ نے کہا کہ تمہارے پاس تمہاری مسلمانی کا کیا ثبوت ہے کہ تم بطور دلیل پیش کرو تمہیں یاد نہیں تم نے میرے خاندان کی بیٹی سے سیدانی ہونے کی دلیل طلب کی تھی یہ جنت کا محل اس شخص کیلئے ہے جس نے میری بیٹی کو جگہ دی دوسرے دن صبح شیخ اس سیدہ کو ڈھونڈنے نکلے آخر پتہ چلا کہ ضامن شہر کے گھر سیدہ ٹھہری ہوئی ہے شیخ نے ضامن شہر کی بہت منت سماجت کی اسے ہر قسم کی مالی پیشکش کی کہ سیدہ کو میرے حوالے کر دو ضامن شہر نہیں مانا اس نے کہا کہ میں نے بھی اس جیسا خواب دیکھا تھا جس میں رسول اسلامؐ نے بمعہ اہل وعیال میرے لئے جنت میں محل کی نوید سنائی تھی اس کے بعد صبح ہوتے ہی میں نے اور میرے تمام گھر والوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

(کتاب شرف سادات)

سادات کرام کی تعظیم کی توفیق کا صلہ

مشہور عارف باللہ شیخ السالکین عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب المتن میں فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کا میرے اوپر ایک عظیم احسان یہ ہے کہ میں سادات کرام کی بہت تعظیم کرتا ہوں ان کی تعظیم کو اپنے اوپر ان کا حق تصور کرتا ہوں میں سادات کی تعظیم اتنی ضرور کرتا ہوں جیسے مصر کے بادشاہ لشکر یا قاضی کی ہوتی ہے ہم کبھی ان کے برابر نہیں بیٹھے ان کے بستر پر نہیں سوتے۔
(کتاب شرف السادات صفحہ ۲۴۶)

تکریم سادات کی وجہ سے فرشتہ نے حج بدل کیا

شیخ اکبر عارف زمان محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب - مسافرات الاخبار میں عبداللہ بن مبارک کی سند سے بیان کیا ہے کہ پرانے زمانے میں بغداد میں ایک شخص کو حج پر جانے کا بہت شوق تھا اس نے حج پر جانے والے قافلے سے بات چیت کے بعد بازار سے ضروری ساز وسامان خریدنے گیا بازار میں اسے ایک خاتون ملی جنھوں نے کہا کہ میں سیدزادی ہوں میری بچیوں کے پاس اوڑھنے کی چادر تک نہیں اور چار دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا اس سیدزادی کی گفتگو سے متاثر ہو کر میں نے حج کے جمع شدہ پانچ صد ریال انہیں دے دیئے اور اپنا حج بیت اللہ کا سفر منسوخ کر دیا جب قافلہ حج کر کے واپس آیا تو

میں فردا فردا سب کو حج کی مبارک باد دینے گیا میں نے دیکھا کہ وہ تمام احباب بھی مجھے حج کی مبارک باد دے رہے تھے مجھے بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی آپ نے فرمایا تم تعجب نہ کرو تم نے جو سید زادی کی خدمت کی تھی اللہ رب العزت نے تیری اس نیکی کو قبول کرتے ہوئے تیری شکل وصورت کا ایک فرشتہ بھیج دیا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کرتا رہے گا خواہ تم جاؤ یا نہ جاؤ۔(کتاب شرف سادات صفحہ ۲۴۵)

صحابہ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

۱۔ کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا جب تک وہ میرے اہل بیتؑ کو خدا کی خوشنودی کے لئے، میری قرابت کی وجہ سے دوست نہ رکھے۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۱۳)

۲۔ کوئی بندہ ایمان نہیں لائے گا جب تک مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور میری عترت کو اپنی عترت سے زیادہ دوست نہ رکھے اور میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے

(جامع کنزالعمال صفحہ ۴۱)

۳۔ ایہاالناس میں تمھارا پیشرو ہوں اور تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میری عترت کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا تمھاری وعدہ گاہ حوض کوثر ہے۔ (جامع کنزالعمال صفحہ ۴۶۷)

۴۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نیک وہ ہے جو میرے اہل بیتؑ کے ساتھ میرے بعد نیک ہو۔

(مستدرک امام حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۱۱، کنوزالحقائق صفحہ ۱۱۳، کنزالعمال صفحہ ۹۱)

۵۔ ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ نے امام حسنؑ وامام حسینؑ کو صحابہ کرامؓ کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا۔

آپؐ نے فرمایا کہ یہ میرے دل کے ٹکڑے ہیں۔ میرے حق تم پر ہیں میں کل قیامت کے دن اہل بیتؑ کی دوستی کی وجہ سے شفاعت کروں گا اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر کچھ فرائض رکھے ہیں بعض میں وہ اپنے فرائض میں رعایت فرماتا ہے اور تخفیف کرتا ہے لیکن اہل بیتؑ کی دوستی میں نہ رعایت برتے گیا اور نہ تخفیف فرمائے گا میں تمہیں اپنے اہل بیتؑ کے متعلق وصیت کرتا ہوں قیامت کے دن میری محبت ان کی وجہ سے ہوگی اور میری ناراضگی بھی ان کی وجہ سے ہوگی جس پر میں ناراض ہوں گا وہ یقیناً دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ (کتاب شرف النبی صفحہ ۲۴۰ امام ابو سعید عبدالملک بن عثمان نیشاپوری)

۶۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیتؑ سے نیکی کرے گا وہ قیامت کے دن اس کا سو گنا اجر پائے گا میں محمد ابن عبداللہ ﷺ اس نیکی کا ضامن ہوں گا۔ آپؐ نے مزید فرمایا میں اور میرے اہل بیتؑ بہشت کا ایک درخت ہیں

اور دنیا پر اس کی شاخیں سایہ فگن ہیں جو شخص مجھ سے اور میرے اہل بیتؑ سے محبت رکھے گا اگر دنیا میں کہیں اس کا پاؤں پھسلے گا تو ہم اسے سنبھال لیں گے اور قیامت کے دن اس کا سہارا بنیں گے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو فرمایا یاد رکھو! تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک مجھ سے محبت نہ کرو اور تم اس وقت تک میری محبت میں پورے نہیں اتر سکتے جب تک میرے اہل بیتؑ سے محبت نہ کرو۔ جس طرح تم مجھے اپنی اولاد اور اہل و عیال سے زیادہ عزیز رکھتے ہو اس طرح میرے اہل بیت ؑ کو اپنے اہل و عیال سے عزیز تر رکھو۔ (کتاب شرف النبی صفحہ ۳۳۹ امام ابو سعید عبد الملک بن عثمان نیشاپوری)

۷۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنے عترت و اہل بیت

(صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۷۹)

۸۔ اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے اگر اس کی طرف مائل ہو تو ہر گز گمراہ نہیں ہو۔ وہ اللہ کی کتاب اور میرے عترت و اہل بیتؑ ہیں۔ (صحیح ترمذی صفحہ ۴۶۷)

۹۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے مقام جحفہ پر ایک خطبے کے دوران فرمایا! کیا میں تمہارے نفسوں پر اولی بالتصرف نہیں ہوں۔ لوگوں نے کہا ضرور ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر آپ نے فرمایا میں تم سے قیامت کے دن دو چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا "ایک قرآن اور دوسری میری عترت"۔

(احیاء المیت صفحہ ۵۷ حافظ جلال الدین سیوطی)

۱۰۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب اللہ اور میرے اہل بیتؑ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔

(مشکواۃ شریف صفحہ ۱۳۰، مستدرک صفحہ ۱۴۸ مسند احمد بن حنبل صفحہ ۲۲۷، جامع الصغیر صفحہ ۵۵)